سوال

(12)آسمان وزمین کی تخلیق چھ دنوں میں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذى خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرضَ فى سِتَّةِ أَيّامٍ ... ٥٤ سورة الاعراف

''درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اورزمین کوچھ دنوں میں پیدا کیا''

ان چھ دنوں سے کیا مراد ہے ؟ میں نے بعض تفسیر کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ چھ دنوں کا مطلب ہےچھ دور(Periods)۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اللہ نے آسمان وزمین کی تخلیق چھے دنوں میں کی ہے یاچھے دور میں ؟ آپ سے وضاحت مطلوب ہے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بے شبہ ان چھ دنوں سے مراد وہ دن نہیں ہیں جن کی پیمائش چوبیس گھنٹے سے ہوتی ہے ۔ کیوں کہ چوبیس گھنٹوں پر محیط دن کی تخلیق بھی توآسمان وزمین اور شمس وقمر کی تخلیق کے بعد ہوئی ہے زمین اور سورج کی تخلیق سے قبل ایسے دن کا تصور غیر معقول ہے جوچوبیس گھنٹے پر محیط ہو۔

آسمان وزمین کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں کیسے کی اس کی پوری تفصیل سورۂ حٰم السجدة آیت نمبر 9تا12 میں درج ہے ۔

عین ممکن ہے کہ چھ دن سے مراد چھ دورہوں ۔ ان میں سے ہر ایک دور کتنی مدت پر محیط ہے اس کا علم توصرف اللہ کو ہے ۔ عربی زبان میں اس کی گنجائش ہے کہ لفظ ''یوم'' سے مراد دوریا وقفہ لیا جائے ۔ عربی زبان میں ''یوم'' اس گھڑی یا وقت کے متعین حصے کو کہتے ہیں جو وقت کے دوسرے حصے سے مختلف اور نمایاں ہو۔ چنانچہ ''ایام العرب'' کا مفہوم ہے عربوں کی مشہور جنگیں ۔ اللہ کے نزدیک لفظ یوم سے کیا مراد ہے ملاحظہ کیجیے :

وَإِنَّ يَومًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلفِ سَنَةٍ مِمّا تَعُدّونَ ... ٤٧ سورة الحج

''اور تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے''

قیامت کے سلسلہ میں اللہ فرماتا ہے:

فِى يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِينَ اَلۡفَ سَنَةٍ‌ ۚ‏ ٤ ... سورۃ المعارج

''ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے''

مختصر یہ کہ عربی زبان میں لفظ یوم کا مفہوم محض چوبیس گھنٹے کا دن نہیں بلکہ اس کا مفہوم اس سے وسیع تر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق چھ دنوں میں کی حالانکہ وہ اس بات پر قادر تھا کہ اپنی زبان سے ''کُن'' کہے اور سب کچھ آپ ہی آپ تیار ہوجائے۔ اس کی کیا مصلحت ہے یہ تو اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے۔ غالب گمان یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے یہ سبق رکھا گیا ہے کہ ہر کام کو ٹھہر ٹھہر کر خوش اسلوبی سے کیا جائے، جلد بازی اور عجلت میں نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

قرآنی آیات، جلد: 1، صفحہ: 50

محدث فتویٰ